# از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:17 ستمبر 1957

**بخشش سنگھ**

**بنام**

**دی سٹیٹ آف پنجاب**

(بی پی سنہا، پی گووندا مینن اور جے ایل کپور جسٹس صاحبان)

**فوجداری قانون-وقت نزاء کا بیان- دائرہ کار اردو میں بیان قلمبند کرنا، جبکہ متوفی پنجابی میں بات کر رہا تھا-اعتبار- گواہوں کو بلانے میں سرکاری وکیل کی صوابدید-انڈین ایویڈنس ایکٹ 1872 (I، سال 1872)، دفعہ 22(1)۔**

اپیل کنندہ کو متوفی کے وقت نزاء کے بیان کی بنیاد پر قتلِ عمد کا مجرم قرار دیا گیا۔ سیشن کورٹ نے اسے اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اگرچہ متوفی نے واقعات کا بیان پنجابی میں دیا تھا لیکن بیان اردو میں لیا گیا تھا۔

حکم ہوا کہ اس حقیقت کے پیش نظر کہ پنجاب میں ماتحت عدالتوں اور پولیس کے ذریعے بیانات قلمبند کرنے کے لیے استعمال ہونے والی زبان ہمیشہ اردو رہی ہے، اردو میں وقت نزاء کے بیان کی قلمبند کرنا یہ کہنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی کہ بیان صحیح طریقے سے دوبارہ پیش نہیں کرتا جو بیان دہندہ نے کہا تھا۔ اس کے مطابق، وقت نزاء کے بیان کو مسترد نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔

فوری معاملے میں وقت نزاء کا بیان ایک طویل دستاویز تھی جس میں اصل اعتراض سے پہلے پیش آنے والے بڑی تعداد میں واقعات کا بیان تھا، جو کہ ابتدائی اطلاعی رپورٹ کی نوعیت میں زیادہ تھا:-

حکم ہوا کہ، مؤخر الذکر کا مقصد بیان دینے والے شخص سے اس کی موت کی وجہ یا اس لین دین کے حالات کو حاصل کرنا ہے جس کے نتیجے میں اس کی موت ہوئی، اس طرح کا بیان قلمبند کرنے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

والے افراد کو اس بیان میں ایسی تفصیلات شامل نہیں کرنی چاہئیں جو بھارتیہ ایویڈنس ایکٹ 1872 کی دفعہ 32(1) کے تحت متعلقہ نہیں ہیں، جب تک کہ وہ بیان کو مربوط یا مکمل بنانا ضروری نہ ہوں۔

یہ مطلوب کہ وقت نزاء کے بیان قلمبند کرنے والے افراد کی رہنمائی کے لیے قواعد وضع کیے جائیں، اور انہیں عدالت عالیہ کے ذریعے بنائے گئے قواعد وضوابط میں شامل کیا جائے۔

جہاں ایک شخص جس کے بارے میں وقت نزاء کے بیان میں کہا گیا تھا کہ وہ واقعہ کا گواہ ہے، استغاثہ نے مقدمے میں اس بنیاد پر اس کی جانچ نہیں کی کہ اسے اپنے حق میں کر لیا گیا تھا اور یہ دعوی کیا گیا کہ یہ ایک سنگین غلطی تھی اور اس کا منفی نتیجہ اخذ کیا جانا چاہیے:--

حکم ہوا کہ استغاثہ کی طرف سے اس گواہ کی جانچ پڑتال کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور یہ کہ عدالت سرکاری وکیل کی صوابدید میں مداخلت نہیں کرے گی۔

عبدل محمد بنام اٹارنی جنرل آف فلسطین، اے۔ آئی۔ آر۔ 1945 پی۔ سی۔ 42، اسٹیفن سروار تینے بنام دی کنگ، اے۔ آئی۔ آر۔ 1936 پی۔ سی۔ 298، اور حبیب محمد بنام دی اسٹیٹ آف حیدرآباد، 1954 ایس۔ سی۔ آر۔ 475، کا حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ فوجداری کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 205، سال 1956۔

فوجداری اپیل نمبر 282، سال 1955 میں پنجاب عدالت عالیہ کے 30 نومبر 1955 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جو ٹرائل نمبر 6، سال 1955 کے سیشن کیس نمبر 64 میں امرتسر میں ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کے 15 فروری 1955 کے فیصلے اور حکم سے پیدا ہوئی ہے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے آر ایل آنند اور ایس این آنند۔

کرتار سنگھ چاولہ، اسسٹنٹ ایڈوکیٹ جنرل، ریاست پنجاب کے لیے اور ٹی ایم سین، مدعا علیہ کی طرف سے۔

17.1957 ستمبر۔

عدالت کا مندرجہ ذیل فیصلہ جسٹس کپور نے دیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

یہ اپیل پنجاب ہائی کورٹ کے اس فیصلے اور حکم کے خلاف ہے جس میں امر تسر کے ایڈیشنل سیشن جج کی جانب سے بری کیے جانے کے حکم کو رد کیا گیا تھا۔ اپیل کنندہ بخشش سنگھ اور اس کے بھائی گر بکشیی سنگھ پر مجموعہ تعزیرات بھارت کی دفعات 302/34 کے تحت جرم کا مقدمہ چلایا گیا لیکن انہیں بری کر دیا گیا۔ اس فیصلے کے خلاف ریاست نے عدالت عالیہ میں اپیل کی۔ چونکہ گر بخش سنگھ کے مفرور ہونے کی وجہ سے صرف اپیل گزار کے خلاف اپیل کی سماعت ہوئی اور ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا۔

یکم اگست 1954 کو شام 7 سے 8 بجے کے درمیان گاؤں کیرون کے بھگوان سنگھ کے بیٹے بچندر سنگھ کو ان کے گھر کے سامنے والی گلی میں گولی مار دی گئی اور گولیوں کے زخموں کے نتیجے میں اگلے دن امر تسر کے ہسپتال میں ان کی موت ہو گئی۔ وہ گولی باری کے وقت اپنے چھوٹے بھائی 13 سالہ لڑکے نارویل سنگھ کے ساتھ تھا اور زخمی ہونے کے بعد بچندر سنگھ اور اس کا بھائی گھر واپس آ گئے۔ بھگوان سنگھ کا کہنا ہے کہ انہیں بچندر سنگھ نے حملہ آوروں کی شناخت سے آگاہ کیا تھا جنہیں ان کی درخواست پر گھر سے کیرون کے ہسپتال لے جایا گیا تھا لیکن چونکہ زخم سنگین تھے اس لیے کیرون کے ڈاکٹر نے "ابتدائی طبی امداد" فراہم کی اور والد کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے بیٹے کو امر تسر کے وی جے ہسپتال لے جائیں۔ بھگوان سنگھ پھر بچندر سنگھ کو ریلوے اسٹیشن لے گیا لیکن ٹرین کی آمد سے پہلے وہ کیرون میں پولیس چوکی پر گیا جو تقریباً 100 گز کے فاصلے پر ہے۔ رپورٹ بنانے کے لیے ریلوے اسٹیشن سے۔ چونکہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر سہالی میں تھا، وہ ریلوے اسٹیشن واپس آیا اور اپنے بیٹے کو ٹرین کے ذریعے امر تسر ہسپتال لے گیا جو کیرون سے دوپہر 1 بجے روانہ ہوا۔ اس وقت بھگوان سنگھ کے ساتھ اس کا چھوٹا بیٹا نارویل سنگھ، گواہِ استغاثہ 12، اور شمیر سنگھ، اندر سنگھ اور نرنگن سنگھ تھے۔ امر تسر کے ہسپتال میں ان کے پہنچنے کے فوراً بعد ڈاکٹر کنول کشور، گواہِ استغاثہ 2 نے دوپہر 1 بجے بچندر سنگھ کا معائنہ کیا اور زخم کو سنگین نوعیت کا پائے جانے پر ڈاکٹر نے پولیس کو اطلاع بھیجی جس کے نتیجے میں ہیڈ کانسٹیبل مایارام شرما، گواہِ استغاثہ 4، آدھی رات کے کچھ دیر بعد ہسپتال پہنچی اور ڈاکٹر مہاویر سد، گواہِ استغاثہ 17 کی موجودگی میں بچندر سنگھ، سابق کا وقت نزاء کا بیان، نمائش پی-ایچ قلمبند کیا۔ ڈاکٹر سے سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد کہ زخمی شخص بیان دینے کے لیے اچھی حالت میں ہے۔ یہ بیان ابتدائی اطلاعی رپورٹ، نمائش پی-ایچ 1 کی بنیاد ہے، جو نمائش پی-ایچ کی نقل ہے۔ یہ رپورٹ 2

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

اگست 1954 کو صبح 50-7 پر پولیس اسٹیشن سہالی میں درج کی گئی تھی، جو ہمیں بتایا گیا تھا، امرتسر سے تقریباً 20 میل یا اس سے زیادہ دور ہے۔ صبح سویرے ڈاکٹر کے سی سرون والا گواہِ استغاثہ 1 نے بچندر سنگھ کا آپریشن کیا اور پیٹ کی بائیں دیوار سے گولی نکالی جسے پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ لیکن بچندر سنگھ کا انتقال 2 اگست 1954 کو شام 35-1 بجے ہوا۔ ہیڈ کانسٹیبل مایا رام، گواہِ استغاثہ 4 کے ذریعے شام 30-2 بجے پر ایک جانچ رپورٹ نمائش پی-کے تیار کی گئی۔

استغاثہ کا مقدمہ بچندر سنگھ، نمائش پی-ایچ کے وقت نزاء کے بیان اور "گواہِ استغاثہ 12، نارویل سنگھ، جو اس واقعے کا چشم دید گواہ تھا، کے بیان اور متوفی کی طرف سے اپنے والد کو دیے گئے بیان پر مبنی ہے جیسے ہی اسے (بچندر سنگھ) زخموں کے بعد گھر لایا گیا تھا۔ استغاثہ نے تیجا سنگھ، گواہِ استغاثہ 13 کو دیے گئے ماورائے عدالت اقبالِ جرم پر بھی انحصار کیا، لیکن نچلی دونوں عدالتوں نے اس ثبوت کو مسترد کر دیا ہے اور اس پر مزید غور کرنا غیر ضروری ہے۔

فاضل ایڈیشنل سیشن جج نے بچندر سنگھ کے موت کے وقت دیے گئے بیان کو دو بنیادوں پر مسترد کر دیا؛ کہ موت کے وقت بیان قلمبند کرنے کے وقت نہ صرف بھگوان سنگھ، والد، اور بچندر سنگھ کے بھائی نارویل سنگھ موجود تھے، بلکہ پولیس افسر نے بچندر سنگھ کے متوفی وقت بیان قلمبند کرنے سے پہلے واقعتاً ان سے واقعے کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی۔ ہیڈ کانسٹیبل مایا رام، گواہِ استغاثہ 4، نے جرح میں اعتراف کیا ہے کہ بچندر سنگھ نے اپنا بیان پنجابی میں دیا تھا لیکن فارم اور بیان میں دیا گیا تفصیلی بیان، ایکسبٹ پی-ایچ، ظاہر کرے گا کہ یہ صرف بچندر سنگھ کی تخلیق کی پیداوار نہیں تھی بلکہ یہ متوفی کا 'چھونے والا' بیان تھا۔ 195 ء میں لاہور 805 ء میں لکھا گیا ہے کہ وقت نزاء کے بیان کو دلچسپی رکھنے والے افراد کی مدد کے بغیر بیان دینا سب سے اہم ثبوت ہے لیکن وقت نزاء کے بیان کی قدر اس وقت مکمل طور پر غائب ہو جاتی ہے جب اس کے کچھ حصے واضح طور پر دوسرے افراد چاہے وہ دلچسپی رکھتے ہوں یا پولیس افسر کے ذریعہ مردہ شخص کو فراہم کیے گئے تھے۔ چونکہ وقت نزاء کے بیان، نمائش پی-ایچ، اس معاملے میں بچندر سنگھ متوفی کی تخلیق نہیں سمجھا جا سکتا، اس پر کوئی انحصار نہیں کیا جا سکتا اور یہ کسی بھی ملزم کی سزا کی بنیاد نہیں بن سکتا۔"

عدالت عالیہ کے فاضل جج اس تنقید سے متفق نہیں تھے۔ مرکزی فیصلہ سنانے والے جے بشن نارائن نے کہا:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

"مجھے لگتا ہے کہ یہ تنقید بے بنیاد ہے۔ یہ بیان ہیڈ کانسٹیبل مایارام نے قلمبند کیا تھا جو امر تسر میں تعینات تھی اور گاؤں کیرون میں تعینات نہیں تھی اور اس لیے اسے فریقین کا کوئی علم نہیں تھا اور نہ ہی ان میں کوئی دلچسپی تھی۔ اس لیے اس کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ وہ جھوٹا یا بے قاعدگی سے بیان قلمبند کرے۔ بیان قلمبند کیے جانے کے دوران امر تسر ہسپتال کے ڈاکٹر مہاویر سد موجود تھے۔ وہ موجودہ مقدمے میں گواہ استغاثہ 17 کے طور پر پیش ہوا ہے۔ وہ ایک قابل احترام اور غیر متزلزل شخص ہے اور وہ عدالت کے سامنے اپنی گواہی میں مثبت ہے کہ متوفی کی طرف سے رضاکارانہ طور پر دیا گیا بیان اور یہ کہ اسے اشارہ کرنے کے لیے کوئی موجود نہیں تھا۔ انہوں نے مزید کہا کہ انہوں نے اس وقت کسی شخص کو موجود نہیں رہنے دیا تھا۔ اس بیان کی درستگی پر شک کرنے کی قطعی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ایڈیشنل سیشن جج کے دوسرے اعتراض پر آتے ہوئے، اس کی طرف سے اس حقیقت سے منسلک اہمیت کو سمجھنا مشکل ہے کہ متوفی پنجابی میں بات کرتا تھا جبکہ بیان مایارام نے اردو میں قلمبند کیا تھا۔ عدالتی زبان اردو ہے اور پولیس عام طور پر اردو میں بیانات قلمبند کرتی ہے چاہے وہ پنجابی زبان میں ہی کیوں نہ ہوں۔ میرے ذہن میں کوئی شک نہیں ہے کہ موجودہ معاملے میں درج کیا گیا وقت نزاء کا بیان رضاکارانہ ہے اور کسی کی طرف سے کوئی اشارہ کیے بغیر کیا گیا تھا۔"

عدالت عالیہ نے ہماری رائے میں شواہد کو صحیح طریقے سے سراہا اور وقت نزاء کے بیان کی صداقت کو قبول کرنے میں درست تھی۔ مایارام کا بیان، گواہِ استغاثہ 4، فاضل ٹرائل جج کی تنقید کی حمایت نہیں کرتا ہے۔ اور اس نے کمیشننگ مجسٹریٹ کے سامنے گواہ استغاثہ 12 نارویل سنگھ کے بیان میں اس سے زیادہ پڑھا تھا جو اس میں واقعی شامل ہے۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ مجسٹریٹ کی عدالت کے انگریزی ریکارڈ پر تنقید آگے بڑھی ہے جسے درست طریقے سے درج نہیں کیا گیا ہے کیونکہ اردو ریکارڈ بہت سے حصوں میں مادی طور پر مختلف ہے۔ یہ حقیقت کہ نمائش پی-ایچ میں موجود بیان بغیر کسی اشتعال کے دیا گیا تھا، اس کی تائید مکمل طور پر غیر دلچسپی رکھنے والے گواہ ڈاکٹر مہاویر سد کی گواہی سے بھی ہوتی ہے، جس کا بیان کمیشننگ مجسٹریٹ کے سامنے ثبوت ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت مقدمے کے مرحلے میں منتقل کیا گیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا:

"بچندر سنگھ کا بیان رضاکارانہ تھا اور اس پر زور دینے والا کوئی نہیں تھا۔ میں نے اس وقت بچندر سنگھ پر کسی خدمت گار کو جانے نہیں دیا۔"

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

جرح میں انہوں نے واضح کیا کہ جب بیان قلمبند کیا گیا تو متوفی شخص کا کوئی رشتہ دار یا دوست نہیں تھا۔ ڈاکٹر مہاویر سد گواہِ استغاثہ 17 کے بیان میں ایک جملے کی بنیاد پر وقت نزاء کے بیان کے خلاف کچھ تنقید کی گئی تھی کہ ہیڈ کانسٹیبل نے ابہام کو واضح کرنے کے لیے کچھ سوالات کیے تھے اور ان سوالات اور جوابات کو وقت نزاء کے بیان کے ریکارڈ، نمائش پی-ایچ میں جگہ نہیں ملتی ہے۔ بیان قلمبند کرنے والے ہیڈ کانسٹیبل سے ایسا کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ ہیڈ کانسٹیبل نے بتایا کہ وقت نزاء کے بیان کنندہ کے اپنے حکم پر بغیر کسی اضافے یا غلطی کے لکھا گیا تھا۔ جرح میں اس گواہ کی طرف سے متوفی سے پوچھے گئے کسی بھی سوال کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا گیا۔ گواہ نے اس میں یہ بھی بیان کیا:

"یہ درست نہیں ہے کہ میں نے اپنا بیان درج کرنے سے پہلے متوفی کے والد اور دیگر افراد سے پوچھ گچھ کی۔"

انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ بیان دینے کی اجازت دینے سے پہلے انہوں نے خود کو مطمئن کیا کہ بچندر سنگھ بیان دینے کے لیے موزوں حالت میں ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ عدالت عالیہ نے وقت نزاء کے بیان کو کسی بیرونی ایجنسی کی مدد کے بغیر اور کسی کی طرف سے اشارہ کیے بغیر متوفی کا بیان قرار دیا۔ اعلان کنندہ اپنا بیان دینے میں کسی بھی بیرونی اثر ورسوخ سے آزاد تھا۔

ایڈیشنل سیشن جج کی طرف سے وقت نزاء کے بیان کو مسترد کرنے کی ایک اور وجہ یہ تھی کہ متوفی نے پنجابی میں واقعات کا بیان دیا اور بیان کو اردو میں ہٹا دیا گیا۔ پنجاب میں اس طرح وقت نزاء کے بیان کو ہٹا دیا جاتا ہے اور جب سے عدالتیں قائم ہوئی ہیں تب سے ایسا ہی رہا ہے اور عدالتی اتھارٹی نے کبھی بھی اسے وقت نزاء کے بیان میں کمزوری قرار نہیں دیا ہے جس کی وجہ سے وہ غیر موثر ہیں۔ درحقیقت پنجاب میں ماتحت عدالتوں میں استعمال کی جانے والی زبان اور بیانات قلمبند کرنے کے لیے پولیس کی طرف سے استعمال کی جانے والی زبان ہمیشہ اردو رہی ہے اور اردو میں وقت نزاء کے بیان کو قلمبند کرنا یہ کہنے کی بنیاد نہیں ہو سکتی کہ امر متعلقہ واقع طریقے سے دوبارہ پیش نہیں کرتا جو بیان کنندہ نے کہا تھا۔ یہ، ہماری رائے میں، وقت نزاء کے بیان کو مسترد کرنے کی مکمل طور پر ناکافی وجہ تھی۔

نمائش پی-ایچ، وقت نزاء کے بیان، ایک طویل دستاویز ہے اور اصل اعتراض سے پہلے پیش آنے والے بڑی تعداد میں واقعات کی داستان ہے۔ اس طرح کے لمبے بیانات جو موت کی وجہ یا اس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے نتیجے میں پیدا ہونے والے حالات کی تلاوت سے زیادہ ابتدائی اطلائی رپورٹوں کی نوعیت کے ہوتے ہیں، ممکنہ طور پر ان کے حقیقی نہ ہونے یا بغیر کسی مدد کے اور بلا اشتعال کیے جانے کا تاثر دیتے ہیں۔ وقت نزاء کا بیان کسی شخص کی طرف سے اپنی موت کی وجہ کے بارے میں یا لین دین کے کسی بھی ایسے حالات کے بارے میں دیا گیا بیان ہے جس کے نتیجے میں اس کی موت ہوئی اور ایسی تفصیلات جو اس کے دائرے سے باہر ہیں وہ شواہد ایکٹ کی دفعہ 32(1) کے ذریعہ مقرر کردہ جائز حدود میں نہیں ہیں اور جب تک کہ بیان کو مربوط یا مکمل بنانا بالکل ضروری نہ ہو تب تک بیان میں شامل نہیں کیا جانا چاہئے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ پنجاب میں وقت نزاء کے بیان کو قلمبند کرنے کے حوالے سے کوئی ضابطے نہیں بنائے گئے ہیں جو ہمیں بتایا گیا ہے کہ کئی دوسری ریاستوں میں کیے گئے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مطلوب ہوگا اگر اس طرح کے کچھ قوانین بنائے جائیں اور عدالت عالیہ کی طرف سے بنائے گئے قواعد وضوابط میں شامل کیے جائیں تاکہ وقت نزاء کے بیان قلمبند کرنے والے افراد کی رہنمائی کی جا سکے۔ بے شک وقت نزاء کے بیان کی صداقت کا فیصلہ ہر معاملے کے حالات کے مطابق کیا جانا چاہیے جو بہت سے عوامل پر منحصر ہے جو ہر معاملے کے ساتھ مختلف ہوں گے لیکن اس طرح کے بیانات قلمبند کرنے والوں کو اچھی طرح سے مشورہ دیا جائے گا کہ وہ اس حقیقت کو مد نظر رکھیں کہ وقت نزاء کے بیان کا مقصد بیان دینے والے شخص سے موت کی وجہ یا لین دین کے حالات حاصل کرنا ہے جس کے نتیجے میں موت واقع ہوئی۔

ڈاکٹر مہاویر سد کے بیان کی قبولیت پر اپیل کنندہ کے وکیل نے اس بنیاد پر اعتراض کیا کہ دفعہ 33 کے تحت بیانات کی قبولیت کے لیے مقرر کردہ شرائط کی تعمیل نہیں کی گئی ہے اور کئی طے شدہ مقدمات پر انحصار کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ سوال کارروائی کے کسی بھی پچھلے مرحلے پر نہیں اٹھایا گیا تھا، نہ ہی ایڈیشنل سیشن جج کے سامنے عدالت عالیہ کے سامنے، اور یہ تنقید بے بنیاد معلوم ہوتی ہے۔ مقدمے کی سماعت کے دوران استغاثہ نے گواہ استغاثہ 14 فٹ کانسٹیبل کرتار سنگھ کو پیش کیا جس نے بیان دیا کہ وہ اس گواہ کے سمن اس اسپتال لے گیا جہاں وہ پہلے ملازمت کرتا تھا اور اسپتال کے سپرنٹنڈنٹ نے رپورٹ دی کہ وہ اب ملازمت میں نہیں ہے اور یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔ اس گواہ نے یہ بھی کہا کہ "میری طرف سے کی گئی پوچھ گچھ سے مجھے معلوم ہوا کہ اس کا ٹھکانہ معلوم نہیں ہے۔" جرح میں اس نے دوبارہ کہا کہ اس نے پوچھ گچھ کی لیکن وہ اس گواہ کے ٹھکانے کا پتہ نہیں لگا سکا۔ گواہ استغاثہ 14 کرتار سنگھ کے بیان کے بعد سرکاری وکیل نے بیان دیا کہ ڈاکٹر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and integrity of this document

مہاویر سود کے ٹھکانے کا پتہ نہیں ہے اور استدعا کی کہ ان کے بیان کو ثبوت ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت اس بنیاد پر منتقل کیا جائے کہ گواہ کے غیر معقول تاخیر اور اخراجات کے بغیر دستیاب ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے اور اس مرحلے پر دفاع کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فاضل ٹرائل جج نے ثبوت ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت بیان منتقل کرنے کا حکم دیا۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں مشورہ دیا گیا ہو کہ وہ بیان منتقل کرنے کا حکم دینے کی مکمل وجوہات بتائیں۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ فاضل جج نے اسے غیر معقول تاخیر اور اخراجات کی بنیاد پر منتقل کیا اور ہمیں منتقلی کے اس حکم میں کوئی کمزوری نظر نہیں آتی۔

اس کے بعد وکیل نے دعوی کیا کہ وقت نزاء کے بیان کی افادیت کے لیے تصدیق ضروری ہے۔ موجودہ معاملے میں گواہِ استغاثہ 12 کے نارویل سنگھ کا بیان ہے، جو اس واقعے کا چشم دید گواہ ہے جس پر استغاثہ وقت نزاء کے بیان کی تصدیق کے طور پر انحصار کرتا ہے۔ فاضل ایڈیشنل سیشن جج نے اس گواہ کی گواہی کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ وابستگی کی کارروائی اور مقدمے میں اس کے بیان میں تضادات تھے۔ ہم پہلے ہی اس بات کی نشاندہی کر چکے ہیں کہ اس گواہ سے جرح منتقل کرنے والی عدالت میں اس کے بیان کے کسی حد تک غلط انگریزی ریکارڈ پر مبنی تھا، اردو قلمبند میں بیان اس پر ایک مختلف رنگ ڈالتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو بھی عدالت عالیہ نے ہماری رائے میں اس گواہ کی گواہی کا درست نظریہ اختیار کیا ہے اور اسے ٹھوس وجوہات کی بنا پر قبول کیا ہے۔ نارویل سنگھ کے علاوہ والد بھگوان سنگھ کا بیان بھی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جیسے ہی بچندر سنگھ گھر میں آیا اس نے اپنے حملہ آوروں کے ناموں کا ذکر کیا۔ یہ واقعہ بھگوان سنگھ کے گھر کے بالکل باہر پیش آیا اور اس بات پر کبھی تنازعہ نہیں ہوا کہ جب واقعہ پیش آیا تو وہ گھر میں موجود تھے۔ یہ فطری بات ہے کہ زخمی بیٹا گھر میں داخل ہوتے ہی اس سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس نے زخمی کیا ہے یا خود بتائے گا کہ اسے کس نے زخمی کیا ہے۔ وہ اس وقت ہوش میں تھا اور اس کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی کہ بیٹا اپنے حملہ آوروں کے نام اپنے والد کو کیوں نہیں بتائے گا۔ بھگوان سنگھ کی گواہی کے اس حصے کو مسترد کرنے کی کوئی مناسب وجہ نہیں ہے اور صرف اس وجہ سے کہ وقت نزاء کے بیان میں اس کا ذکر نہیں ہے، اسے قبول نہ کرنے کی شاید ہی کوئی وجہ ہو۔

وقت نزاء کے بیان میں اور گواہِ استغاثہ 12 کے نارویل سنگھ کے بیان میں بیان کردہ سوچا سنگھ کو پیش نہ کرنے پر وکیل نے ایک انتہائی سنگین غلطی کے طور پر تبصرہ کیا۔ سرکاری وکیل نے مقدمے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں کہا کہ وہ سوچا سنگھ کو چھوڑ رہا ہے کیونکہ اسے اپنے حق میں کر لیا گیا تھا۔ لہذا، اگر پیش کیا جاتا، تو سوچا سنگھ ایک ماتحت گواہ سے بہتر نہیں ہوتا۔ وہ گواہ نہیں تھا جو "اس بیانیے کو سامنے لانے کے لیے ضروری تھا جس پر استغاثہ مبنی تھا" اور اگر جانچ پڑتال کی جاتی تو نتیجہ الجھن کا شکار ہوتا، کیونکہ استغاثہ خود بخود جرح کے ذریعے اسے بدنام کرنے کے لیے آگے بڑھتا۔ ان کی غیر موجودگی کی کوئی بالواسطہ وجہ نہیں بتائی گئی، کم از کم سب ثابت ہوا۔ اس لیے استغاثہ کی طرف سے اس گواہ سے پوچھ گچھ کرنے کی کوئی ذمہ داری نہیں تھی: عبدل محمد بنام اٹارنی جنرل آف فلسطین ([1]) اسٹیفن سروار تنے بنام دی کنگ ([2])؛ حبیب محمد بنام ریاست حیدرآباد ([3]) دیکھیں۔ ان حالات میں عدالت سرکاری وکیل کی صوابدید میں مداخلت نہیں کرے گی کہ استغاثہ کے لیے کون سے گواہوں کو بلایا جانا چاہیے اور ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 114 کے تحت ریاست کے خلاف کوئی منفی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا۔

عدالت عالیہ نے، ہماری رائے میں، بری ہونے والوں کے خلاف اپیلوں کو قابو کرنے والے درست اصولوں کو مدنظر رکھا ہے اور انہیں اس کیس کے 418 حالات پر صحیح طریقے سے لاگو کیا ہے۔ یہ غلط نظریہ کہ فاضل سیشن جج نے وقت نزاء کے بیان اور زبانی شواہد کو لیا، اس فیصلے کو واپس لینے کے لیے کافی وجوہات پر مجبور کر رہا تھا۔

اس لیے ہم اس اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔

**اپیل مسترد کر دی گئی**

Ilyas Ahmed Pandit
2024.09.02 16:41
I attest to the accuracy and
integrity of this document